بانی: مجدد المسلک و زینت حضرۃ العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

یادگار: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف اقبال روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 20 ذیقعدہ 1431ھ / 29 اکتوبر | شمارہ 42

فون: 7656730 فیکس: 7659847

یـد اللّٰـہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

صبر و استقامت کا پیکر

ایک مبلغ میں صبر و استقامت جیسے اوصاف کا ہونا تبلیغ کا حصہ ہے۔ اگر ایک داعی کا اپنا کریکٹر ہی کتاب و سنت کے مطابق نہیں وہ لوگوں کے سامنے کیا بیان کرے۔ اگر بیان کر بھی لے مگر اس کی اس دعوت کا عوام الناس پر اثر کیسے ہوگا جبکہ اس پر خود اس کا اپنا عمل نہیں۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اگر دولت مند ہو تو مکے کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، غریب ہو تو شعب ابی طالب کے محصور کو دیکھو، بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، کسی معرکہ میں شکست کھائی ہے تو معرکہ احد سے عبرت حاصل کرو، معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کا حال پڑھو، شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر دوڑاؤ، مبلغ ﷺ، مسافر، عادل، قاضی، ثالث ہو غرض کہ زندگی کے جس شعبہ سے تعلق رکھتے ہو۔ ہمیشہ اپنی رہنمائی کے لیے کسی پیر، فقیر، امام، کے قول کو سامنے نہ رکھا کرو بلکہ امام کائنات جناب محمد ﷺ کے فرامین پر عمل کیا کرو۔

جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے اسی تبلیغ کو روکنے کے لیے خود رسول اللہ کی ذات اقدس پر پتھر برسائے گئے، آپ ؐ کی بیٹیوں سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ کو اسی تبلیغ کی آڑ میں طلاقیں دلوائی گئیں، آپؐ پر غلاظت پھینکی گئی حتیٰ کہ آپ کو شاعر، مجنون، جھوٹا، مرتد، صابی، جادوگر اور ابتر ہونے کا طعنہ دیا گیا۔ کائنات کی کوئی ایسی تکلیف نہیں جو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو نہیں دی گئی۔ لیکن کفار کے طعنے، مصائب و تکالیف کے باوجود دین اسلام کی تبلیغ کو جاری رکھا۔

جب کفار نے دیکھا کہ ہماری تمام تر تدابیر کے باوجود بھی دین حنیف کا نور ہر سو پھیل رہا ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کو مال و جائیداد اور مکہ کی سرداری کا لالچ بھی دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے کہ اے کافرو! جس کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے (دین اسلام)" [سورۃ الکافرون: پارہ نمبر 30]

نوٹ: اس میں سبق ہے قیامت تک پیدا ہونے والے مدرسین، مبلغین، واعظین کے لیے کہ اپنے آپ کو انبیاء کے وارث کہلانے والو دنیا جہان کی دولت کو ٹھکرا دینا مگر محمد عربی کے (دین اسلام کی تبلیغ) مشن کو روکنا گوارا نہ کرنا۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

نوید احمد بھٹی

حقوق مسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلْمُؤْمِنِ عَلَی الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ یَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَیَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ وَیُجِیْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهٗ وَیُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَیَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مومن کے مومن پر چھ حق ہیں: جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پر حاضر ہو اور جب وہ اسے دعوت دے تو اسے قبول کرے اور جب وہ اسے ملے تو سلام کرے اور جب وہ چھینکے تو اس کی تشمیت کرے (یرحمک اللہ کہے) اور اس کی غیر موجودگی اور موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔''

1۔ عیادت مریض: عیادت مریض سے مریض کی غمخواری ہوتی ہے۔ سب سے بڑھ کر عیادت مریض سنت نبوی ﷺ ہے۔

یاد رہے آپ کی عیادت مریض کے لیے سکون کا باعث بنے نہ کہ اسے طعنے دیکر اس کے زخموں پر نمک چھڑکا جائے۔

2۔ جنازہ میں شرکت: مومن کا مومن پر یہ بھی حق ہے کہ جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کی جائے۔ جنازہ میں شرکت کرنے کا مقصد مرحوم کے لیے مغفرت دعا اور ورثاء کو دلاسہ دینا اور ان کی دلجوئی کرنا نہ کہ دکھلاوا اور ریاکاری مقصود ہو۔

3۔ اجابت دعوت: آپس میں ایک دوسرے کی دعوت کرنے سے الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کی دعوت کو قبول فرما لیتے تھے۔ یاد رہے دعوت کسی غیر شرعی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، ناچ گانے، فحاشی عریانی کی تو نہیں۔؟

4۔ سلام: آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہنے سے محبت کی فضا پیدا ہوتی ہے اور یہ ایک مومن کی دوسرے مومن کو سلامتی کی دعا ہے۔ رحمت کائناتؐ نے فرمایا کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو تو تم مسلمان نہیں ہو سکتے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جس کی وجہ سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ سلام کو عام کرو۔ یاد رہے اگر کوئی غیر مسلم سلام کہے تو اسکے جواب میں ''وعلیکم'' کہنا کافی ہے۔

5۔ تشمیت: تشمیت سے مراد کسی کے چھینکنے پر اسکے ''الحمد للہ'' کہنے پر ''یرحمک اللہ'' کہنا سنت نبویؐ ہے۔

6۔ خیر خواہی: حدیث نبویؐ ہے کہ ہر حال میں مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا خواہ مسلمان بھائی موجود ہو یا نہ ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''دین خیر خواہی کا نام ہے، کسی کو برائی سے روکنا اور نیکی کی ترغیب دینا بھی خیر خواہی ہے۔''

اسلام ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھنے کا درس دیتا ہے اور اسلام ہر ایسی بات کی سختی سے ممانعت کرتا ہے کہ جس میں کسی دوسرے فرد معاشرہ کی کسی بھی انداز میں حق تلفی ہو۔

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 42
20 ذیقعدہ ☆ 1431ھ
29 اکتوبر ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ / ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستخاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	6
حضرت عائشہؓ......	9
جماعت الحدیث اپنے مدارس......	12
امتحانات سیدنا ابراہیمؑ	15
پاکستان کے تمام مسائل کا سبب	18

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

مولانا عبدالجبار مدنی

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

اسلام اپنے ماننے والوں کو امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ نہ جرم کرتا ہے نہ جرم کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام سلامتی سے ہی مشتق ہے۔ اسی طرح اسلام مساوات اور عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے ، بے انصافی کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین بن کر آئے اور آپ نے ہر جگہ اپنی رحمت کے پھول بکھیرے۔ حتیٰ کہ غلاموں کے لیے بھی حامی وناصر بن کر آئے۔

ترمذی میں حدیث ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے پیچھے سے یہ فرمایا: "یا ابامسعود لله اقدر علیک منک علیه"

"اے ابو مسعود بردباری سے کام لے، تو اس پر اتنا قادر نہیں ہے جتنا یقیناً اللہ تعالیٰ تجھ پر قادر ہے"

اس کے بعد ابو مسعود نے اس غلام کو آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا تو تجھے جہنم کی بھاپ پہنچتی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من قتل معاهدا لم یرح رائحة الجنة وان ریحها توجد من مسیرة اربعین خریفا" [بخاری عن ابن عمرو]

"کہ جس نے کسی ذمی (عہد والے) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہوگی۔"

رسول اللہ ﷺ اس قدر امن پسند تھے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مخالفوں کی تمام شرائط مسلمانوں کے خلاف تھیں اس کے باوجود آپ ان شرائط کو مان رہے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے فرمایا: "من دخل دار ابی سفیان فهو امن من دخل دار حکیم بن حزام فهو امن ، من اغلق بابه فهو امن"

یہ الفاظ کہہ کر آپ نے امن کی بہترین مثال قائم کر دی لیکن آج اس نبی کے بارے میں کفار

انتہائی گھناؤنی سازشیں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اور قرآن کریم کی بے حرمتی کر رہے ہیں لیکن مسلمان اس قدر مفاد پرست ہو گئے ہیں کہ اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ الا ماشاءاللہ

آج امریکہ اور اس کے حواری دہشت گردی کے بہانے سے مسلمانوں کے خون، عزت، کی ہولی کھیل رہے ہیں اور ان کے حقوق کو بری طرح پامال کر رہے ہیں بے گناہ مسلمانوں پر جھوٹے الزام لگا کر سخت سزائیں دے رہے ہیں۔ جن میں امت مسلمہ کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی جو پاکستان کی شہریت رکھنے والی، مسلمان کلمہ گو، حافظ قرآن پر سات الزامات لگا کر 86 سال کی قید سنا دی۔

یہ کتنا بڑا ظلم ہے آج تک کسی بھی عورت کو کسی جرم میں اتنی طویل قید نہیں سنائی گئی اس سے پہلے جیل میں ان کے ساتھ جو بہیمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا گیا یہ ایک الگ داستان ظلم ہے۔ عوام کی طرف سے اس پر بہت سے احتجاج ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اگر حکومت کچھ جرأت کا مظاہرہ کرے تو اس کی رہائی کا سبب بن سکتا ہے۔ اس میں قصور ہمارے سابقہ حکمرانوں کا ہے بالخصوص مشرف جس نے اس کو پکڑایا اور اس کے عوض بھاری ڈالر وصول کیے۔ اب وہ بڑی عیاری مکاری دکھا رہا ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ اس مشرف کو ذلیل وخوار کرے اور اس کو اس طرح کے صدمے سے دوچار کرے اور آئندہ حکمرانوں کے لیے نشان عبرت بن جائے۔

اب امریکہ پاکستان کو 2 ارب ڈالر کی امداد دے رہا ہے۔ پاکستان پہلے ہی بہت مقروض ہے موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے پاکستان کے ذمے 600 ارب ڈالر تھے جو اب بڑھ کر 900 ارب ڈالر ہو چکے ہیں اور پھر وہ امداد کی ساتھ شرائط بھی لگاتا ہے ظاہر ہے کہ شرائط وطن عزیز کے مفاد میں نہیں ہوں گی۔ اس لیے حکومت کو امداد نہیں لینی چاہیے اور ان ڈالروں کے عوض قومی حمیت وغیرت کا سودا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ پاکستان کی سلامتی کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ علاوہ ازیں وطن عزیز بہت سی مشکلات سے گزر رہا ہے۔ کمر توڑ مہنگائی ہے، ہر ماہ بجلی کا بل زیادہ کر دیا جاتا ہے، بجلی کے بلوں پر لوگ بلک رہے ہیں لیکن کوئی ان کی سنتا ہی نہیں ہے۔ حکمران ہر چیز پر ٹیکس لگا کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ عوام غریب فاقہ کشی کی وجہ سے خودکشی پر اتر آئے ہیں اگرچہ خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ لیکن حکومت کو چاہیے کہ اپنی مستیاں چھوڑ کر غریب عوام کا خیال رکھیں۔

بجلی میں دن بدن اضافے سے عوام کو پریشان نہ کریں۔ بجلی کے ساتھ ساتھ خورد ونوش کی چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ عوام کی قوت خرید جواب دے چکی ہے۔ ہر شخص فرسٹریشن کا شکار ہے، اب سوئی گیس والے بھی پندرہ فیصد اضافے کی خوشخبری سنا رہے ہیں، پہلے پانی کا سیلاب تھا وہ تو بہت زیادہ نقصان پہنچا کر ختم ہو گیا اور اب مہنگائی کا سیلاب ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ ادھر لوٹ، کھسوٹ، لالچ، خود غرضی اس قدر عام ہے کہ اس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ سیلاب زدگان کے لیے آنے والی غیر ملکی امداد پر بڑے آدمی قابض ہو گئے اور عوام بیچارے، بے چارے اور بے سہارے ہی رہ گئے۔ خوف الٰہی ناپید ہو چکا ہے، دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں رہا، نہ موت کا ڈر ہے، نہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے اور سوالوں کا جواب دینے کا خوف ہے۔ احساس ذمہ داری ہی نہیں ہے۔

یاد رہے کہ قیامت کے دن ہر دھوکے باز کے لیے ایک جھنڈا (نشان) ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ [بخاری ومسلم]

بلکہ اس جھنڈے پر یہی لکھا ہوگا کہ یہ فلاں بن فلاں کے دھوکے کا جھنڈا ہے۔ بلکہ مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ جھنڈا اس کی سرین پر لٹکایا جائے گا اور اس کے دھوکے کے مطابق اونچا کیا جائے گا۔

ٹریفک کا نظام دیکھ لو، اس قدر خراب ہے کہ جب کسی معمولی سی بات پر جلوس نکلتا ہے تو ٹریفک کا انتظام خراب ہوتا ہے اور گاڑیوں کی لمبی قطار لگ جاتی ہے۔ منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ رشوت اس قدر عام ہے کہ اگر کسی محکمہ میں کوئی کام ہو تو تمام واجبات ادا کرنے کے باوجود بھی چکر پر چکر لگا کر سر چکرانے لگتا ہے اور پھر بھی رشوت سے ہی کام کی تکمیل ہوتی ہے۔ کوئی احساس ذمہ داری نہیں ہے کہ جس کام کی تنخواہ لی جاتی ہے اس کے واجبات بھی پورے کرتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ضرور پوچھنا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا محاسبہ خود کریں، اپنے اعمال واقوال کا جائزہ لیں، اپنے رب سے اپنا تعلق مضبوط کریں، اپنی ذمہ داری خوب دل لگا کر نبھائیں، ورنہ معاملہ سنگین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنے خوف پیدا فرمائے۔ آمین

☆.........☆.........☆

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

مختلف سوالات اوران کے جوابات

1۔سوال: کیا صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز ہوجاتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا کرے؟ 2۔سوال: دوران خطبہ آنے والا دو رکعت پڑھ کر بیٹھے یا اسی طرح ہی خطبہ سنے؟ 3۔سوال: دعاء استفتاح کے بعد تعوذ اونچی آواز سے بھی پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ تعوذ ہر رکعت میں پڑھا جائے گا یا صرف پہلی رکعت میں؟ سائل: تنظیم اہلحدیث

1۔جواب: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔
[صحیح ابوداود کتاب باب الرجل یصلی وحدہ خلف الصف ص۱۲۲،رقم الحدیث:۶۸۲]

علی بن شیبان کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اکیلا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا "لاصلوٰۃ للذی خلف الصف" "صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی" [ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا صلاۃ الرجل یصلی خلف الصف وحدہ ص۱۸۲،رقم الحدیث:۱۰۰۴]

یہ روایات بتلاتی ہیں کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی اگر کسی دوسرے آدمی کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کرلیں اگر نہیں تو یہ درمیان صف سے آدمی کھینچ لے۔ کیونکہ آدمی کو کھینچنے کا تعلق اجتہاد سے ہے۔اسی لیے علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ جب دو نماز با جماعت نماز ادا کریں تو امام بائیں اور مقتدی دائیں جانب کھڑا ہوگا جب تیسرا آدمی آجائے وہ مقتدی کو پیچھے کھینچ لے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز میں اپنی دائیں جانب کھڑا کیا دوسرا آدمی آیا وہ آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو آپ نے ان دونوں کو دھکیل کر پیچھے کردیا۔[مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل ص۱۱۹،ج۹ رقم الحدیث:۳۰۱۰]

اس روایت سے دوران نماز آدمی کھینچنا تو ثابت ہوگیا ہے اب وہ کہاں سے کھینچے گا تاکہ صف بندی میں بھی نقص نہ آئے۔ اسے چاہیے کہ درمیان سے آدمی کھینچے اور پھر دونوں اطراف سے صف میں کھڑے ہونے والے اس خلا کو پُر کریں۔ جس سے ہر نمازی کو معمولی حرکت کرنی پڑے گی اور صف بندی میں بھی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے: "وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ" "تم امام کو درمیان میں رکھو اور خلا پُر کرو" [ابوداود کتاب الصلاۃ باب مقام الامام من الصف ص۲۲۱،رقم الحدیث ۶۸۱]

کیونکہ اس طرح کرنے سے صف منقطع نہیں ہوتی بلکہ صف کی دونوں طرف تھوڑی جگہ بچ جاتی ہے۔ جس سے صف بندی میں کوئی نقص نہیں آتا اور اس طرح "مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ" "جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملائیں گے جس نے صف بندی کو توڑا اللہ تعالیٰ اسے توڑیں گے اس کی مخالفت بھی نہیں ہوتی اور یہ حدیث اس معنی پر محمول ہوگی کہ صف بندی کرتے وقت صفوں کا آپس میں ملے ہونے چاہیے۔

2۔جواب: دوران خطبہ آنے والے کو دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔

حدیث میں ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: "دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ" "ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور وہ بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے اس سے پوچھا کیا تو نے نماز پڑھی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کر۔" [بخاری کتاب الجمعۃ باب من جاء والامام یخطب صلی رکعتین خفیفتین ج۱،ص۳۱۵،رقم الحدیث:۸۸۹]

3۔جواب: نماز میں تعوذ کا مقام دعاء استفتاح کے بعد ہے۔حدیث میں ہے: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ" "رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دعاء استفتاح پڑھتے پھر تعوذ پڑھتے۔" "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہی "الحمدللہ رب العالمین" سے قراۃ شروع کردیتے۔[مسلم کتاب المساجد باب یقال بین تکبیر الاحرام والقراۃ ج۱،ص۴۱۹،رقم الحدیث ۱۴۸]

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تعوذ کا مقام پہلی رکعت میں دعاء استفتاء کے بعد اور بسم اللہ سے پہلے ہے اور دوسری رکعتوں میں تعوذ نہیں پڑھا جائے گا

سید قطب شہید اپنی مایہ ناز کتاب فقہ السنۃ میں فرماتے ہیں "وَيُسَنُّ الْإِتْيَانُ بِهِ سِرًّا" "تعوذ کا آہستہ پڑھنا ہی مسنون ہے" اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔[فقہ السنۃ ج۱ص۱۲۵] فقط

☆……☆……☆

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر:48) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

<u>ایمانی الفت اوراس کا تقاضا:</u>

رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر انصار سے فرمایا تھا:

"وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللَّهُ بِيْ" "اورتم متفرق تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم لوگوں میں محبت پیدا کردی" [صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف ج٤،ص١٤٧٤رقم ٤٠٧٥]

اہل ایمان کی باہمی محبت رحمت الٰہی کا نتیجہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہےاوراس باہمی الفت ومحبت کوقائم رکھنے کی اللہ تعالیٰ اوراسکے رسول ﷺ بہت تاکید فرمائی۔

رسول اللہ کا فرمان ہے:"لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ"

"تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسکے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو (وہ یہ ہے کہ) تم سلام کواپنے اندر عام کرو" [صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لایدخل الجنۃ الاالمومنون ج١جز٢،ص٣٠ رقم ٩٣]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا"

"تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے، تم کسی کی عیب جوئی، جاسوسی اور حسد نہ کرو، نہ غیبت کرو اور نہ ہی دشمنی کرو، اللہ کے بندو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ" [صحیح بخاری کتاب الادب باب یاایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ج٥،ص٢٢٥٤،٢٢٥٣،رقم الحدیث:٥٧١٩]

<u>اہل ایمان اورباہمی محبت:</u>

اسلام نے اہل ایمان کو آپس میں محبت اور ایک دوسرے پر ایثار کرنے کا حکم دیا ہے۔اسی باہمی الفت کی وجہ سے تمام اہل ایمان، تمام باہمی اختلاف ترک کرکے جسدِ واحد کی طرح ہوجاتے ہیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:"اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ"

"ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے اس کا بعض حصہ دوسرے کوتقویت دیتا ہے پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں" [صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المومن بعضھم ج٥،ص٢٢٤٢رقم ٥٦٨٠]

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى"

"تم دیکھو گے کہ مومن آپس میں رحم، کرم، محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند ہیں جب بدن کے کسی حصے میں (درد وغیرہ کی) شکایت ہوتی ہے تو جسم کے باقی اعضاء ایک دوسرے کو بلاتے ہیں (کہ سارے اعضاء شریک غم ہوں) تو پھر نیند بھی نہیں آتی اور بخار چڑھ جاتا ہے (اور سارا بدن بے چین ہوجاتا ہے)"

[صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبھائم ج٥،

ص ۲۲۳۸ رقم الحدیث: ۵۶۶۵]

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ"

''تمام مسلمان ایک آدمی کی مانند ہیں اگر اسکی آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم بے قرار اور بے چین ہو جاتا ہے اگر اس کے سر میں درد ہو تو بھی سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔'' [صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تراحم المؤمن ج۸ حز۱۶، ص۱۱۹ رقم الحدیث ۶۵۸۶]

انسانی خواہشات کی تکمیل اور ان کا انجام:

انسان بسا اوقات دنیا کے ظاہری اسباب اور مال ومتاع کو دیکھ کر ایسا دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اسے دنیاوی اغراض اور اس کی زیب وزینت کے علاوہ اور کوئی چیز اچھی لگتی ہی نہیں۔ ان کے حصول ہی میں وہ اپنی حقیقی کامیابی اور محرومی کی حالت کو حقیقی ناکامی تصور کرتا ہے۔ حالانکہ جس چیز کے حصول کو وہ اپنی کامیابی سمجھ رہا ہے وہ اس کے لیے تباہی اور بربادی کے ایسے اندھے گڑھے ہیں کہ جن میں گرنے والا کبھی اپنی ایمانی دولت کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اگر کوئی ان عمیق گڑھوں سے خود کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات پر عمل پیرا ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَثَلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ الَّتِيْ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيْهَا قَالَ فَذٰلِكُمْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا"

''میری مثال اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے آگ جلائی جب اس کے ارد گرد روشنی ہو گئی تو اس میں کیڑے اور یہ جانور جو آگ میں ہیں وہ گرنے لگے اور وہ شخص ان کو روکنے لگا لیکن وہ نہ رکے اور اس میں گرنے لگے یہ میری اور تمہاری مثال ہے، میں تمہیں تمہاری گردنوں سے پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے جاؤ جہنم کے پاس سے چلے جاؤ اور تم نہیں مانتے اور اس میں گرے جاتے ہو۔

[صحیح بخاری کتاب الرقاق الانتهاء عن المعاصی ج ۵، ص ۲۳۷۹ رقم ۶۱۱۸ ...... صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقته علی امته ج۸ حز۱۵، ص۴۲، رقم ۲۲۸۴]

جہنم کی آگ اور محفوظ راستہ:

انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کرتے ہوئے تمام شرعی حدود وقیود کو توڑتا ہوا ایسے خطرناک موڑ پر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں سے اس کا واپس آنا دشوار ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں گروہ بندی اور مذہبی منافرت بھی اسی کی ایک کڑی ہے کیونکہ یہ مذہبی منافرت اور گروہی اختلافات انسان کو صراط مستقیم سے دور لے جا کر اس کے لیے کفر اور شرک کے راستے کھول دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ پستی کی طرف گامزن ہوتے ہوئے تباہی بربادی کا راستہ اختیار کرتا ہے جو کہ عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے۔ اس سے بچنے کا واحد راستہ ایسے اختلافات کو ختم کر کے صرف اور صرف کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونا ہے۔ کیونکہ یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جو اہل ایمان کو پستیوں سے نکال کر کامیابیوں سے ہمکنار کرتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ایسی خطرناک چیزوں کو بیان فرمایا تاکہ میری امت زندگی کے کسی بھی موڑ پر ہدایت سے محروم نہ ہو جائے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہؐ سے خیر کے متعلق سوال کر رہے تھے اور میں اس خوف سے کہ کہیں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں رسول اللہ ﷺ سے شر کے متعلق سوال کرتا تھا (ایک دن) میں نے پوچھا:

"اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ

ہم جاہلیت میں مبتلا تھے، برائیوں میں (گھرے ہوئے) تھے اللہ نے اس خیر (دین اسلام) سے ہمیں مشرف فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' میں نے عرض کیا کیا اس

شر کے بعد بھی خیر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہاں" لیکن اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ کدورت کیا ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقے کے بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہنمائی اختیار کریں گے۔ تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض کو برا سمجھو گے۔ میں نے (پھر سے) پوچھا کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ فرمایا "ہاں" لوگ اس طرح گمراہی پھیلائیں گے گویا کہ وہ جہنم کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلا رہے ہیں جو ان کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اسے جہنم ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ پھر ان کی صفت ہم سے بیان فرما دیجیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے۔ میں نے پوچھا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپ کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں مسلمانوں کی جماعت (کتاب وسنت کی اتباع کرنے والے) اور ان کے امیر سے چمٹے رہنا ہوگا۔ میں نے پوچھا اگر مسلمانوں کی جماعت اور ان کا امیر نہ ہو تو (میں کیا کروں؟) تو فرمایا ایسی حالت میں تم تمام گروہوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں۔ حتیٰ کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت (کتاب وسنت کی اتباع کرتے ہوئے) موت آئے۔

[صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعة ج٦،ص ٢٠٩٥ رقم الحدیث:٦٦٧٣]

<u>آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:</u>

1۔ اللہ کی رسی قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔ ان دونوں پر عمل پیرا ہونے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

2۔ کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونا ہی انسان کے ایمان کو محفوظ اور اسے دنیاوی واخروی خسارے سے بچاتا ہے۔

3۔ امت مسلمہ میں اختلاف بڑی مذموم چیز ہے اس سے بچنے اور محفوظ رہنے کا واحد حل کتاب وسنت کی اتباع ہے۔

4۔ امت مسلمہ میں افتراق اور انتشار کتاب وسنت کو چھوڑنے اور ان پر کما حقہ عمل پیرا نہ ہونے سے شروع ہوتا ہے۔

5۔ باہمی اختلاف اور انتشار کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

6۔ اہل ایمان کا باہمی اتحاد اور اتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث بنتا ہے۔

7۔ اللہ تعالیٰ کی رسی (کتاب وسنت) کو چھوڑنا ہی حقیقت میں امن کی حقیقی تباہی اور فساد کی بنیاد ہے۔

8۔ انسان کی باہمی ایمانی الفت اور محبت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے۔

9۔ اگر کوئی انسان کتاب وسنت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ (کفر، شرک، بدعت) اختیار کرے گا تو اس نے اپنے لیے ہلاکت کا راستہ اختیار کیا ہے اور اسی پر موت کا آجانا اس کے لیے دخول جہنم کا باعث بنے گا۔

10۔ دنیاوی اسباب اور اغراض کی زیب وزینت انسان کو صراط مستقیم سے دور لے جا کر جہنم کے عمیق گڑھوں کا مستحق بنا دیتی ہے۔

11۔ راہ ہدایت تلاش کرنے کے لیے قرآنی آیات اور احادیث پر غور و خوض کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر راہ ہدایت کا ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

☆..........☆..........☆

<u>47 سالانہ عظیم الشان سیرۃ شافع محشر کانفرنس</u>

مرکزی جمعیت اہلحدیث یوتھ فورس سمندری کے زیر اہتمام 47 عظیم الشان کانفرنس زیر صدارت مولانا بہادر علی سیف 4 نومبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء فاروق گول چوک گھنٹہ گھر سمندری میں منعقد ہو رہی ہے۔ کنونیر کانفرنس حضرت مولانا عبدالرشید حجازی ہوں گے۔

کانفرنس سے شیر پنجاب مولانا منظور احمد، مولانا رانا شفیق خاں پسروری، مولانا قاری عبدالرحیم کلیم، مولانا محمد نواز چیمہ، پروفیسر عبدالرزاق ساجد ودیگر علماء کرام خطابات ارشاد فرمائیں گے۔

[مرکزی جمعیت اہلحدیث یوتھ فورس]

<u>تقریب بخاری شریف</u>

حسب سابق مرکز اہلحدیث پل لکڑمنڈی چیچہ وطنی (ساہیوال) میں 7 نومبر 2010ء بروز کو تقریب تکمیل صحیح بخاری منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس میں عبدالرشید حجازی، مولانا عبدالغفار المدنی، پروفیسر عبدالرزاق ساجد، مولانا عبدالرحمٰن شاہین، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پروفیسر عبدالرحمٰن مکی تشریف لا رہے ہیں جبکہ درس بخاری شریف قاری صہیب احمد میر محمدی ارشاد فرمائیں گے۔ تمام اہل اسلام سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔

نوٹ: ادارہ ہذا سے فارغ التحصیل اور فیض یافتگان طلباء پروگرام میں ایک روز پہلے پہنچیں۔ [بحکم شیخ الجامعہ]

(جامعہ اشاعۃ العلوم المحمدیہ (رجسٹرڈ) جامعہ دار الحدیث للبنات (رجسٹرڈ)

حضرت عائشہؓ کی عمر کے بارے میں تحقیقی مقالہ

مولانا فضل الرحمٰن بن محمد الازہری قسط نمبر: 4

<u>کم سنی میں شادی کا حوالہ:</u>

جامع الترمذی: کتاب النکاح جلد دوم ص ۱۶۵ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو وہ پوری عورت ہوتی ہے۔

طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۳۶۳ میں مروی ہے۔ عمر فاروقؓ نے ام کلثومؓ بنت علی سے جب شادی کی تو وہ ایک نابالغ لڑکی تھیں۔ طبقات کی دوسری روایت کے مطابق عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا۔ طبقات کی تیسری روایت ہے، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی ام کلثوم کے لیے آئے تو عمر فاروقؓ نے شادی کا پیغام دیا تو حضرت علیؓ نے کہا وہ چھوٹی عمر کی لڑکی ہے یعنی "صبیۃ" ہے جبکہ الاستیعاب ج ۲ ص ۷۷ عدد الاسماء ۳۳ میں صغیرہ کا لفظ منقول ہے۔

دونوں کتابوں کی روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی کو ایک چادر دے کر کہا امیر المومنین کے پاس جاؤ اور کہو میرے باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے اگر آپ کو یہ چادر پسند آجائے تو اس کو روک لیں اگر پسند نہ آئے تو اس کو واپس کر دیں۔ طبقات کے الفاظ ہیں جب ام کلثوم عمر فاروقؓ کے پاس آئیں اور پیغام دیا تو انہوں نے کہا: اللہ کی برکتیں ہوں تم پر اور تمہارے باپ پر، ہم راضی ہو گئے۔ ام کلثوم نے واپس آکر باپ کو بتایا انہوں نے چادر کو نہ پھیلایا بلکہ انہوں نے مجھے دیکھا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ام کلثومؓ کی شادی حضرت عمرؓ سے کر دی اور انہوں نے امیر المومنین کے لیے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کو زید کہا جاتا ہے۔

لاستیعاب کے الفاظ ہیں؛ حضرت علیؓ کا پیغام تھا کہ میں اس کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں اگر آپ کو پسند آجائے تو میں نے اس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ بیٹی نے باپ کا پیغام جب حضرت عمرؓ کو پہنچایا تو انہوں نے ام کلثوم سے کہا اپنے باپ سے کہنا میں راضی ہو گیا ہوں یعنی مجھے لڑکی پسند آگئی اور انہوں نے اس کی پنڈلی پر ہاتھ رکھا۔

ام کلثومؓ نے کہا آپ ایسا کر رہے ہیں اگر آپ امیر المومنین نہ ہوتے تو میں آپ کی ناک توڑ دیتی واپس آکر باپ سے کہا کہ آپ نے مجھے بڑے شیخ کے پاس بھیجا۔ حضرت علیؓ نے بیٹی سے کہا پیاری بیٹی وہ تمہارے شوہر ہیں۔ اگر عربوں میں کم سنی کی شادی کا رواج نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ سے اور حضرت عمر فاروقؓ ام کلثوم سے شادی نہ کرتے۔ ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی جیسی عظیم شخصیت اس پر آمادہ نہ ہوتیں نہ ہی اس میں کوئی شک ہے کہ بریگیڈیر صاحب سے وہ یقیناً زیادہ سمجھدار تھے اور بریگیڈیر صاحب کو یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ کسی کی اردو تحقیق کو نقل کر کے اپنا نام چسپاں کر دینا علمی حلقوں میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

<u>شق نمبر 6:</u>

میں بریگیڈیر صاحب نے لکھا ہے۔ چونکہ ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے شادی کی تھی جن کے بطن سے عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئے اور قبل از اسلام کے زمانہ جاہلیت میں ہی ام رومان بنت عامر سے شادی کی جن کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن اور سیدہ عائشہؓ کی ولادت ہوئی۔ گویا سیدہ عائشہ قبل از نبوت پیدا ہو چکی تھیں۔ (ابوبکر کی ازواج: تاریخ طبری) لہٰذا پانچ سال بعد بی بی عائشہؓ کی پیدائش کی روایت قطعاً غیر معتبر ہے۔

<u>محقق کی کم فہمی:</u>

بریگیڈیر صاحب نے کسی استاد سے تھوڑی سی عربی پڑھ لی ہوتی تو جو کچھ انہوں نے شق نمبر ۶ میں فرمایا ہے وہ کبھی نہ فرماتے۔ تاریخ طبری عربی ج ۴ ص ۵۰ میں ابوبکر الصدیقؓ کی بیویوں کے ذکر کے تحت ابوبکر صدیقؓ کی چار بیویوں اور ان کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد کا ذکر ہوا ہے۔ جن میں قتیلہ اور ام رومان سے زمانہ جاہلیت میں شادی ہوئی اور اسماء بنت عمیس اور حبیبہؓ سے زمانہ اسلام میں انہوں نے نکاح کیے۔ پہلی دو کے بارے میں عربی عبارت ہے۔ "فکل ھولاء الاربعۃ من

اولاه ولدوا من زوجيه اللتين سمينا هما في الجاهلية" "پس یہ چاروں بچے ان دو بیویوں سے پیدا ہوئے جن کے نام زمانہ جاہلیت کے حوالے سے لیے ہیں اس عبارت میں ایسی کوئی صراحت نہیں کہ چاروں زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے یہاں دوان بیویوں کی بات ہوئی ہے جن سے ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں شادی کی تھی۔

اصل میں جس کتاب سے بریگیڈیر صاحب نے عبارت نقل کی ہے اس کے مصنف تو واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ چاروں بچے زمانہ جاہلیت میں مذکورہ بالا دونوں خواتین سے تولد ہوئے تھے بریگیڈیر صاحب نے تو "گویا" کا لفظ استعمال کر کے نتیجہ نکالا ہے لیکن اس مصنف نے بغیر کسی تکلف کے لکھ دیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ طلوع اسلام سے پہلے پیدا ہوئیں، ادارہ طلوع اسلام سے تعلق رکھنے والوں کا ایسا ہی طریق کار رہا ہے

شق نمبر ۲ کے جواب میں حافظ ابن حجر عسقلانی، قسطلانی اور زرقانی کے حوالے سے عائشہؓ کے زمانہ اسلام میں پیدا ہونے کی وضاحت وصراحت کا ذکر ہو چکا ہے۔ عربی کتابوں کے حوالے سے تحقیق عربی زبان جانے بغیر ممکن نہیں ہے اور تصوراتی تحقیق کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

شق نمبر ۱۱ میں بریگیڈیر صاحب نے خود لکھا ہے: حضرت عبداللہ بن زبیر ہجرت کے پہلے سال مدینہ میں پیدا ہوئے تو مہاجرین اور انصار نے مشترکہ طور پر پہلی خوشی منائی۔ ان کے ہاں دوسرے بیٹے عروۃ کی پیدائش تقریباً 20 سال بعد ہوئی۔

جناب عبداللہ بن زبیر اور عروۃ بن زبیر کے درمیان بیس سال کا فرق ہو سکتا ہے تو عبدالرحمن اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ایسا فرق کیوں نہیں ہو سکتا؟ غیر ضروری حوالے دینے کی بجائے کیوں نہ ایک ہی حوالہ کسی معتبر حدیث یا تاریخ کا دے دیا ہوتا کہ جس سے ثابت ہو جاتا کہ حضرت عائشہؓ کی عمر شادی کے وقت ۹ سال نہیں تھی۔ زیادہ گفتگو یا طویل تحریر سے جھوٹ سچ نہیں بن جاتا۔

شق نمبر ۷ کا جواب بھی وہی ہے جس شق نمبر ۲ میں دے دیا گیا ہے یعنی عائشہؓ کی پیدائش چار و پانچ سال نبوت میں ہوئی لہٰذا تصوراتی حساب درست نہیں۔

شق نمبر 8:

میں بریگیڈیر صاحب کا دعویٰ ہے کہ بعض روایتوں کے مطابق سیدہ عائشہؓ نے جنگ بدر میں بھی شرکت فرمائی۔ جبکہ پندرہ سال سے کم عمر فرد کو حضور نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ لہٰذا ان کی عمر پندرہ سال سے زائد تھی۔ حضرت عمرؓ نے بدری صحابہ کے لیے خصوصی وظیفہ مقرر کیا تو سیدہ کو بھی دیگر اصحاب سے زائد وظیفہ ملتا رہا۔

مزید کم علمی:

اس مذکورہ عبارت میں بھی تحقیق کا کوئی پہلو نہیں بلکہ ایک اردو کتاب کی عبارت ہے۔ اگر بریگیڈیر صاحب نے تحقیق کی ہوتی تو ان کو معلوم ہوتا کہ جنگ بدر میں نہیں بلکہ جنگ احد میں ام سلیمؓ کے ساتھ مل کر انہوں نے زخمیوں کو پانی پلانے میں حصہ لیا تھا۔

[بخاری کتاب الجہاد، غزوۃ النساء ص ۴۰۳]

جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کے نام سیرت ابن ہشام میں منقول ہیں اس میں کوئی بھی عورت شریک نہ تھی۔ کیونکہ وہ قریش کے تجارتی قافلے کو روکنے کا ایک پروگرام تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کی صورت دیتے ہوئے اہل اسلام کو زبردست کامیابی سے نوازا تھا۔

رحمۃ للعالمین جلد ۱ باب فاطمۃ الزہرا اور عائشہ صدیقہؓ کی خدمات میدان جنگ میں۔ میں بریگیڈیر صاحب کو یہی بات ملے گی کہ عائشہؓ نے پانی پلانے کی خدمت جنگ احد میں کی تھی اور ان کو ملنے والا وظیفہ بدری ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ام المومنین ہونے کی حیثیت سے ملتا تھا جیسا کہ دیگر امہات المومنین کے لیے مقرر تھا۔

شق نمبر 9،10

بریگیڈیر حامد سعید اختر نے شق نمبر ۲ والی بات کا پھر ذکر کر دیا کہ عائشہؓ کا نام السابقون الاولون میں منقول ہے۔ سیرت ہشام میں صغیرہ کے ساتھ جو عائشہؓ کا نام مذکور ہے اس کا رد حافظ ابن حجر قسطلانی اور زرقانی نے کر دیا تھا اور امام سہیلی کی "الروض الانف" میں ان کا ذکر ہی مفقود ہے۔ پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے کہ ایسے محققین کے نزدیک حوالے میں ہیرا پھیری معیوب نہیں ہوتی اور ایسا ہی اس مضمون گمراہ کن میں ہوا ہے۔

شق نمبر 12،11

میں بریگیڈیر صاحب نے ولی الدین خطیب تمریزی کی کتاب "الاکمال فی اسماء الرجال" کے حوالے سے لکھا ہے۔ اسماء بنت ابی بکرؓ اپنی علاتی بہن عائشہ سے دس برس بڑی تھیں۔ انہوں نے ایک سو سال عمر پائی اور ۷۳ ہجری میں فوت ہوئیں۔ انکی شادی حضرت زبیرؓ سے

۲۶ سال کی عمر میں ہوئی اور ۲۷ سال کی عمر میں ان کے ہاں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ جس پر ہر مہاجر اور انصاری نے مشترکہ خوشی منائی۔ اس سے بریگیڈیر صاحب نتیجہ نکالا ہے۔ چونکہ ہجرت کے وقت اسماء بنت ابی بکرؓ کی عمر ۲۷ سال تھی۔ لہٰذا عائشہؓ کی عمر ۱۷ سال ہجرت کے وقت اور شادی کے وقت ۱۹ سال طے پائی ہے۔

ادھوری تحقیق:

بریگیڈیر صاحب کی تحقیق کا دائرہ صرف اردو اور انگریزی کی چند کتابوں تک محدود ہے لہٰذا اسی ادھوری تحقیق کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تحقیق میں نہ صرف خود ٹھوکر کھائی ہے بلکہ جو لوگ ان کی تحقیق کی وجہ سے گمراہ ہونگے ان کا وبال بھی ان پر ہوگا۔ سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء ﷺ سے ارشاد فرمایا:

”وہی ہے جس نے آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں محکم آیات ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہات ہیں پس جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے وہ فتنہ و تاویل کی تلاش میں ان آیات کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو متشابہات ہوتی ہیں حالانکہ تاویل صرف اللہ ہی جانتا ہے اور جو علم راسخ ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں جو کچھ اللہ کی طرف سے ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔“

کیسی عجیب بات ہے کہ جو کچھ تمام احادیث اور تاریخ و رجال کی کتابوں میں بغیر کسی اختلاف کے ثابت و مسلمہ ہے۔ اس کا رد کرنے میں بریگیڈیر صاحب جیسے لوگ پھر متحد ہو گئے ہیں۔ خطیب تبریزی کی اولا کمال کا ایک حوالہ دیا مگر دوسرا نہیں دیکھا، حضرت عائشہؓ کے بارے میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ہجرت سے تین سال پہلے دس سن نبوت میں نکاح کیا اور ہجرت کے دوسرے سال میں ان سے خلوت اختیار کی جبکہ ان کی عمر نو سال تھی اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔

اسماء بنت ابی بکرؓ کے خاوند حضرت زبیر بن عوام کے بارے میں روایت ہے جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کی عمر ۱۲ سال، دوسری روایت کے مطابق ۱۵ سال اور تیسری روایت کے مطابق ۱۶ سال اور چوتھی روایت کے مطابق ۱۸ سال تھی۔ خطیب کی الاکمال میں ۸ سال مروی ہے۔

الاصابہ ج ۲، ص ۵ میں ۸ سال اور ۱۲ سال مروی ہے۔

طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۰۲ میں ۱۶ سال بیان ہوئی ہے۔

الاستیعاب ج ۱، ص ۲۰۱ میں ۱۵ سال اور ۱۲ سال منقول ہے۔

کسی کتاب میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کی شادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے کس عمر میں ہوئی؟ ایسے ہی رجال کی تمام کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ نشاندہی نہیں کی گئی کہ اسماء کی شادی ۲۶ سال کی عمر میں ہوئی مگر بریگیڈیر صاحب نے فوجی حکم کے تحت کرا دی۔ اسماء بنت ابی بکرؓ کی عمر ۲۷ سال والا حوالہ اگرچہ بریگیڈیر صاحب نے نہیں دیا لیکن وہ ابن الاثیر کی اسد الغابۃ ج ۷، ص ۹ کا ہے۔ جبکہ ابن الاثیر نے اسی جلد کے ص ۱۸۹ میں لکھا ہے: کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر 6/7 سال اور خلوت کے وقت ۹ سال تھی۔ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ الکامل ج ۲ ص ۲۰۹، ۲۱۰ میں بھی ایسے ہی نقل کیا ہے لہٰذا طاغوت کو خوش کرنے اور راضی کرنے کے لیے اپنے اسلاف کو جھٹلانا کسی بھی صورت میں مناسب نہیں ہوگا۔

شق نمبر:13

بریگیڈیر صاحب نے بخاری، کتاب تفسیر کے حوالے سے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ القمر کی یہ آیت ”بلکہ قیامت کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت و تلخ ہوگی“ [۴۶] مکہ میں نازل ہوئی تو اس وقت میں ایک کھیلتی پھرتی لڑکی تھی۔

ان کا کہنا سورۃ القمر 4/5 سن نبوت میں نازل ہوئی اگر سیدہ عائشہؓ کی عمر اتنی تھی تو انہیں سورۃ القمر کی ایک آیت یاد ہوگی۔ ان کی پیدائش نبوت کے پانچ سال میں کیسے درست قرار پا سکتی ہے۔ جبکہ ہشام بن عروۃ متعدد روایات سے بھی غلط نتیجہ اخذ کرتا دکھائی دیتا ہے۔

غلط استدلال:

احادیث کو تسلیم نہ کرنے والوں کی اصل کمزوری یہ ہے کہ بات تو صحابہؓ اور ان کے زمانے کی کرتے ہیں لیکن قیاس اپنے آپ اور اپنے حالات سے کرتے ہیں۔ سیدھی سی بات کو غلط مفروضوں کے ذریعہ الجھا دیتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔

صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب تالیف القرآن میں حضرت عائشہؓ سے قرآنی سورتوں اور آیات کی ترتیب و تالیف کے بارے میں جناب سوال ہوا تو اس کے جواب میں انہوں نے نہ صرف وضاحت کی بلکہ سورۃ القمر کی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جب وہ نازل ہوئی تو اس وقت میں کھیلا کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ سوال ان سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا اس وقت وہ ایک انتہائی معلومات رکھنے والی معلمہ کی صورت اختیار کر گئی تھیں۔ صحابہؓ، صحابیاتؓ دینی مسائل میں راہنمائی لینے کے لیے حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ [جاری ہے]

جماعت اہلحدیث اپنے مدارس کے طلبہ وطالبات کی بہتر تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے

محمد بشیر .... پرنسپل معهد اللغة العربية اسلام آباد

قسط نمبر:2 آخری

<u>ثالثاً۔ دوسری درسی کتاب علم الصرف آخرین مؤلفہ مولانا مشتاق احمد چرتھاولی رحمه الله کا جائزہ</u>

یہ کتاب بھی ابواب الصرف کی طرز پر لکھی گئی ہے، اس میں گردانوں کے ساتھ الفاظ میں تبدیلیوں (تعلیلات وغیرہ) کے قواعد کا ذکر کیا گیا ہے۔اس میں عربی الفاظ کے اردو معنی بھی درج کیے گئے ہیں۔

(۱) اس میں کچھ منتخب ابواب (جن کی تعداد تقریباً ۳۰-۳۵ ابواب ہوگی) کی صرف صغیر اور صرف کبیر کی مفصل گردانوں کے بیان پر مشتمل ہے۔ان مفصل گردانوں کی تعداد ۸۳۲ ہے۔

(۲) پھر ان ابواب کے افعال اور اسماء کے صیغوں میں واقع ہونے والی متنوع تبدیلیوں (ابدال، تخفیف، ادغام اور تعلیلات) کو بیان کیا گیا ہے۔ان قواعد کی تعداد تقریباً ۱۴۰ ہے۔

(۳) نیز فعل عربی کے تمام ابواب کی خاصیات یعنی ان کے مخصوص استعمالات کو ذکر کیا گیا ہے، ان کی تعداد تقریباً ۱۳۵ ہے۔ یہ تمام مسائل، قاعدے اور قوانین اردو زبان میں مذکور ہیں۔

(۴) پوری کتاب میں کم عمر بچوں کو ابتدائی عربی زبان پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی تعلیم وتربیت دینے کی کوئی مشق موجود نہیں ہے۔

<u>جائزہ اور تبصرہ:</u>

(۱) جامع کتابیں۔ان دونوں درسی کتابوں میں پورا علم الصرف (عربی افعال اور اسماء کی گردانیں اور اشتقاق کی تفصیلات اور قواعد سمیت) مذکور ہے اور انہیں مفصل بنانے کے لیے صرف صغیر اور صرف کبیر وغیرہ سب کا ذکر ہے، یہ اس فن کی مختصر لیکن جامع کتابیں ہیں۔ان دونوں کتابوں میں مذکورہ افعال اور اسماء میں پچیس یا تیس فیصد ایسے کلمات ہیں جو نہایت ثقیل یا غریب ہیں اور کمسن بچوں کی سطح سے زیادہ بلند ہیں۔

(۲) بچوں کے لیے نہایت مشکل بلکہ ناممکن کتابیں ان دونوں کتابوں میں کم سن بچوں کو تقریباً آٹھ دس ہزار گردانیں یعنی تقریباً ایک لاکھ کلمات اور تین سو قیمتی قاعدوں کو رٹنا پڑتا ہے۔گردانوں اور کلمات کی اتنی بڑی تعداد کو رٹنا ایک نہایت مشکل کام ہے بلکہ اکثر بچوں کے لیے ناممکن ہے، اس لیے یہ سبق صرف مضبوط اور سخت مزاج معلم کو دیا جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً بچوں کو ڈنڈے سے ڈراتا اور پیٹتا بھی ہے۔اس طرح وہ چاروناچار انہیں دو سال تک رٹتے رہتے ہیں۔اور جو بچے انہیں یاد نہیں کر سکتے وہ مدارس سے فرار ہو جاتے ہیں۔اس لیے مدرسین کے حلقوں میں یہ شعر مشہور ہے:

دعا یدعو پڑھدے تھکے — تے ہل واہندے ڈٹھے

(۳) بچوں کے فہم اور سطح سے بلند کتابیں۔ان دونوں کتابوں میں آدھا مواد ایسے مباحث (جیسے معتل افعال کی تعلیلات، تمام ابواب کی خاصیات، اسماء مشتقہ کی تصغیر وجمع وغیرہ) پر مشتمل ہے جو کمسن بچوں کے فہم اور سطح سے زیادہ بلند ہے۔عرب ممالک کے نصاب میں ان مباحث کو ایف اے یا بی اے کے طلبہ پڑھتے ہیں۔

(۴) دونوں کتابوں میں عربی زبان کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا ان دونوں نصابی کتابوں میں زیر تعلیم بچوں کو عربی زبان کے عملی استعمال کی کوئی مشق موجود نہیں ہے۔یوں دو سال کے اس طویل عرصے میں ان گردانوں اور کلمات کے عملی استعمال یعنی ابتدائی عربی زبان کو پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی کوئی مشق نہیں کرائی جاتی۔ اصولی طور پر عربی ایسی آسان اور مقدس زبان کا سیکھنا ایک دلچسپ، پرکشش اور بچوں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، اور وہ اس شوق کی تکمیل کے لیے اسلامی مدارس میں داخل ہوتے ہیں لیکن جب وہ اور ان کے والدین دیکھتے ہیں کہ ان کی نصابی کتابیں اور طریقہ تدریس عربی زبان پڑھنا، بولنا اور لکھنا نہیں سکھاتے تو ان کے دلوں میں بوریت اور اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے اور وہ مایوس ہوتے ہیں اور بالآخر تعلیم کو چھوڑ کر مدارس سے فرار ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۵) افراط وتفریط کی خطرناک مثال۔آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مکمل علم الصرف کی تمام گردانوں اور مباحث پر مشتمل ان دونوں جامع کتابوں میں ایک طرف تو علم صرف کے دقیق سے دقیق تر مسائل کو اور تمام گردانوں کو ذکر کر دیا گیا ہے اور ان کے ذکر کے دوران بچوں کی علمی وفکری سطح کا لحاظ کرتے ہوئے تدریج کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا جبکہ دوسری طرف ان تمام

دقیق مباحث، ثقیل قاعدوں اور گردانوں کو پڑھنے کے بنیادی مقصد یعنی عربی زبان کو صحت کے ساتھ پڑھنے، بولنے اور لکھنے کی تعلیم و تربیت کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے جس سے انہیں پڑھنے والے بچوں بلکہ ان کی تدریس کرنے والے معلمین کی تعلیم و تربیت پر دور رس منفی اثرات اور نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ عربی زبان کی تدریس نسل در نسل اسی نہج پر ہوتی آئی ہے تو وہ یقین کر لیتے ہیں کہ اس زبان کا مزاج یہی ہے اور اسے سیکھنے کا صرف یہی طریقہ ہے۔ اور چونکہ وہ گردانوں اور قواعد کے ان لامتناہی سلسلوں کو رٹ کر زبانی یاد نہیں کر سکتے تو وہ اس راہ کی مشکلات کو دیکھ کر مدرسے سے بھاگ نکلتے ہیں اور جو بچے متنوع مجبوریوں کی وجہ سے وہاں باقی رہتے ہیں وہ بھی زیادہ خوش نہیں ہوتے۔

ہمارے بچوں کو انگریزی گرامر کیسے پڑھائی جاتی ہے؟

عربی زبان کے مشہور شاعر متنبی نے کہا تھا:

وبضدها تتبين الأشياء

''چیزوں کی حقیقت ان کے اپنے مقابل کے موازنے سے خوب عیاں ہوتی ہے۔''

اس ''مظلوم عربی زبان'' کے مقابلے میں آیئے دیکھیں کہ ہمارے ملک میں ہمارے کمسن بچوں کو انگریزی گرامر کیسے پڑھائی جاتی ہے؟

اس وقت میرے سامنے سکول کی جماعت ششم کے بچوں کے لیے مرتبہ انگریزی گرامر کی کتاب شوق کمپوزیشن اینڈ ٹرانسلیشن مطبوعہ شوق پبلیکیشنز راولپنڈی موجود ہے۔ اس کے سبق ۷ کا عنوان use of these,those ہے۔ گرامر کے اس قاعدے کو پہلے انگریزی زبان میں صرف دو سطروں میں بیان کیا گیا ہے، بعد میں اس کا اردو ترجمہ ایک سطر میں آیا ہے یعنی گرامر کا بیان صرف تین سطروں میں کر دیا گیا ہے۔ بعد ازاں ان دو کلمات کے استعمال کی ۶ مثالیں لکھی گئی ہیں۔ پھر بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ان دو کلمات کے عملی استعمالات کی ۶ مشقیں لکھی گئی ہیں جن میں زیر تعلیم بچے انگریزی زبان کے ۹۳ جملوں کو سمجھنے، پڑھنے اور لکھنے کی مشق کرتے ہیں اگر شروع کی ۶ مثالوں کو ان کے ساتھ شامل کر لیں تو ان کی تعلیم و تربیت کے لیے لکھے گئے جملوں کی تعداد ۹۹ ہو گی۔

یہ اردو میڈیم سکولز میں انگریزی گرامر کی تعلیم کی مثال ہے، رہے انگلش میڈیم سکولز تو ان میں کسی مقامی زبان اردو یا سندھی یا پشتو وغیرہ کو استعمال نہیں کیا جاتا۔

مسائل اور مشکلات کا حل

ان مسائل اور مشکلات کو درج ذیل اصولوں کی روشنی میں آسانی اور کامیابی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

اولاً۔ کمسن بچوں کی تعلیم و تربیت کو آسان بنانے بارے اسلامی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ ابتدا میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس ارشاد گرامی کا ذکر کیا ہے ناظمین اور معلمین / معلمات اسے سامنے رکھیں اور اس کے ساتھ آپ کے اس ارشاد گرامی:

يا مُعاذُ أفَتّانٌ أنتَ؟ ثلاثًا . [صحيح البخاري ٦١٠٦]

اے معاذ، کیا آپ لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں؟ آپ نے تین بار دہرایا۔ کو بھی پورے واقعہ سمیت پڑھیں اور ان پر غور کریں۔ ہمیں ان سے بچوں اور عام لوگوں کی تعلیم و تربیت بارے ایسے قیمتی اور سنہری اصول ملتے ہیں جن کی پیروی میں ہم سب کی کامیابی اور نجات ہے۔

میں نے کئی اجتماعات اور کانفرنسوں میں مسلمان ماہرین تعلیم اور ماہرین تعلیمی نفسیات سے سنا ہے کہ اس علاقے کے اسلامی مدارس کے نصاب تعلیم اور طریقہ تدریس دونوں میں ان اسلامی اصولوں کی سخت خلاف ورزی کی کئی شکلیں پائی جاتی ہیں۔ میری رائے میں ان کا یہ تجزیہ درست ہے۔ اس کی ایک مثال علم صرف کی تدریس ہے جو بنیادی طور پر ایک آسان اور دلچسپ فن ہے لیکن ہمارے اداروں میں یہ ثقیل ترین اور خوفناک مضمون بن گیا ہے۔ یہ ہمارے نسل در نسل جمود کا نتیجہ ہے۔ علامہ اقبال نے درست کہا ہے۔

آئین نو سے ڈرنا، طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

ثانیاً۔ علم صرف کی تدریس کو آسان بنایا جائے۔

(۱) صرف صغیر کی تدریس کو مستقل طور پر بند کر دیا جائے۔

(۲) پہلے نصف تعلیمی سال کے دوران یہ گردانیں نہ پڑھائی جائیں۔

(أ) نون تاکید ثقیلہ کی گردانیں (ب) نون تاکید خفیفہ کی گردانیں

(۳) پہلے نصف تعلیمی سال کے دوران اسم فاعل اور اسم مفعول کے صرف پہلے چھ صیغے پڑھائے جائیں۔ باقی صیغوں کو ۶ ماہ بعد پڑھایا جائے۔

(۴) اسم ظرف، اسم آلہ، أفعل التفضيل اور فعل تعجب کی گردانیں پہلے تعلیمی سال کے دوران نہ پڑھائی جائیں۔ انہیں دوسرے سال کے آغاز پر پڑھایا جائے۔

ثالثاً۔ علم صرف کی تدریس کو پرکشش اور با مقصد بنایا جائے۔

اس کی آسان صورت یہ ہے کہ جن افعال یا اسماء کی تدریس ہو رہی ہو، بچوں کو ان کے عملی استعمال یعنی انہیں اپنے جملوں میں استعمال کرنے، پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی مشق اور تربیت کرائی جائے۔ اس پریکٹس سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

اولاً۔ بچوں کو ان افعال یا اسماء کا اچھا فہم حاصل ہوتا ہے۔ ثانیاً۔ ان کے

استعمال کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔جب وہ انہیں آسانی اور شوق سے پڑھتے لکھنے اور بولنے کی مشق کرتے ہیں۔تو ان کے دلوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

ثالثاً۔انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عربی زبان کو پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت حاصل کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی جانب سفر کر رہے ہیں۔یہ اعتماد اور یقین ان کی محنت اور ترقی کا باعث بنتا ہے۔

رابعاً۔علم صرف کے نصاب کو فوراً تبدیل کیا جائے

مذکورہ بالا تجاویز کے مطابق سال اول، سال دوم اور سال سوم کے کمسن بچوں کے لیے علم صرف کا نیا نصاب حسب ذیل ہونا چاہیے۔

مرحلة الدراسة الثانوية العامة

<u>السنة الأولى</u>

الصرف الجميل الجزء الأول (فعل صحيح اور فعل مضعف کے ابواب)

أساس الصرف الجزء الأول.........50،50.....100

<u>السنة الثانية</u>

الصرف الجميل الجزء الثاني (صرف فعل مهموز کے ابواب) أساس الصرف الجزء الثاني: 50،50.....100

نیز اس کے بعد مرحلة الدراسة الثانوية الخاصة کے سال اول میں علم صرف کا نصاب یہ ہونا چاہیے۔

مرحلة الدراسة الثانوية الخاصة.

<u>السنة الأولى</u>

الصرف الجميل الجزء الثاني (ابواب الفعل المعتل كلها)

أساس الصرف الجزء الثالث ....50،50.....100

مجھے امید ہے کہ ان تجاویز پر عمل کرنے سے ہمارے اداروں میں علم صرف ایک دلچسپ، بامقصد، نہایت مفید اور بچوں کا پسندیدہ مضمون بن جائے گا۔ ان شاء الله تعالى وهو الموفق والمستعان.

[محمد بشیر...... 051-2253733]

دعوت و تبلیغ میں تعاون کریں اور تبلیغی اشتہارات مفت حاصل کریں

ادارہ ہذا عظیم سکالر و ادیب مولانا محمد رمضان سلفی خطیب جلو موڑ لاہور و مدیر اعلیٰ "تنظیم اہلحدیث لاہور" کے تعاون سے جاری تھا ادارہ ہذا کی طرف سے ایک صد مختلف عنوانات پر سٹیکرز، اشتہارات، پمفلٹ، کتابچے وغیرہ تیار کیے گئے جو ملک بھر میں تقسیم کیے جاتے رہے مگر اب سلفی صاحب اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ان کا تعاون بند ہو چکا ہے جس کی وجہ سے کافی لٹریچر شائع ہونے والا باقی ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات اس سلسلہ میں بھرپور تعاون فرمائیں۔تاکہ دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رہے۔نیز مدرسہ جامعہ ابوذر غفاریؓ کا تعمیری کام ابھی باقی ہے۔مدرسہ پر لینٹر ڈالنے کے لیے 2 لاکھ تخمینہ لاگت ہے۔احباب اس سلسلہ میں بھی تعاون فرمائیں۔

<u>شائقین 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر درج ذیل اشتہارات مفت حاصل کریں۔</u>

☆......احکام باری تعالیٰ ☆......ارشادات نبوی ﷺ ☆......اقوال حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆......اقوال حضرت عمر فاروقؓ ☆......اقوال حضرت عثمان غنیؓ ☆......اقوال حضرت علیؓ

☆......اقوال امام غزالیؒ ☆......اقوال حضرت مجدد الف ثانیؒ

الداعی الی الخیر: عبدالشکور ساقی منتظم ادارہ تبلیغ القرآن والحدیث (رجسٹرڈ) ریل بازار کھڈیاں خاص ضلع قصور 0301-7981031

امتحانات سیدنا ابراہیم علیہ السلام

محمد عباس طور......ایم فل (عربی) تاندلیانوالہ

"وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ." [سورۃ البقرہ: ۱۲۴]

آج بھی ہو اگر ابراہیمؑ سا ایمان پیدا
تو آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

سلسلہ نسب:

سیدنا ابراہیم (خلیل الرحمٰن) بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ [البدایۃ والنہایۃ ج ۱، ص ۱۳۹ ...... سیرت نبوی (ابن ہشام) ج ۱، ص ۲]

کنیت:

علامہ ابن عساکرؒ حضرت عکرمہؓ سے روایت لائے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے بن پوچھے بھنا ہوا بچھڑا پیش کر دیا۔ اسی طرح علامہ ابن کثیرؒ نے سیدنا ابراہیمؑ کی اولیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "اَوَّلُ مَنْ ضَافَ الضَّیْفَ" کہ سیدنا ابراہیمؑ نے مہمان نوازی میں پہل کی۔ [تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۱۷۱]

کلمات سے مراد:

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب تفسیر ابن کثیر میں رقم کیا ہے۔ "یُرَادُ بِهِ الْكَلِمَاتُ الْقَدَرِیَّةُ" کہ کلمات سے مراد خداوندی قدرتیں ہیں۔ جیسا کہ سیدہ مریمؑ کے متعلق ارشاد الٰہی ہے: "وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ" کہ سیدہ مریم نے بھی خداوندی قدرتوں کی تصدیق کی۔ [سورۃ تحریم: ۱۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کلمات سے مراد طہارت یعنی دس فطرتی امور لیے ہیں۔ پانچ کا تعلق سر سے ہے اور پانچ کا تعلق جسم سے ہے وہ فطرتی امور جن کا تعلق سر سے ہے: 1۔ مونچھیں کتوانا 2۔ کلی کرنا 3۔ ناک سے پانی جھاڑنا 4۔ مسواک کرنا۔ 5۔ سر کی سیدھی مانگ کرنا۔

وہ فطرتی امور جن کا تعلق جسم سے ہے: 1۔ ناخن کاٹنا 2۔ زیر ناف بال مونڈنا 3۔ ختنہ کرنا 4۔ بغل سے بال نوچنا 5۔ استنجاء کرنا۔

جبکہ حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ کلمات سے مراد ستارہ، چاند اور سورج کے ساتھ جو امتحان لیا گیا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے کلمات سے مراد امتحانات ابراہیم لیے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

پہلا امتحان:

"فِرَاقُ قَوْمِهٖ فِی اللّٰهِ حِیْنَ اُمِرَ بِمُفَارَقَتِهِمْ"

"سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اللہ کی رضا کی خاطر اپنی قوم سے جدا ہونا۔" علاوہ ازیں باپ، قوم اور وقت کے بادشاہ کو توحید کی دعوت دینا اور ان کے خلاف ڈٹ جانا اور مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا اور ان پر صبر و تحمل سے کام لینا۔

دوسرا امتحان:

"مُحَاجَّتُهٗ بِنَمْرُوْدَ فِی اللّٰهِ وَصَبْرُهٗ عَلٰی قَذْفِهٖ اِیَّاهُ فِی النَّارِ"

سیدنا ابراہیمؑ کا ظالم بادشاہ نمرود کے ساتھ مباحثہ و مناظرہ اور مقابلہ و مجادلہ کرنا اور آپؑ کا آگ میں پھینکے جانے کے بعد صبر و تحمل سے کام لینا۔

تیسرا امتحان:

"وَلِهِجْرَتِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ وَطَنِهٖ وَبِلَادِهٖ فِی اللّٰهِ حِیْنَ اُمِرَ بِالْخُرُوْجِ عَنْهُمْ" سیدنا ابراہیمؑ کا اپنے وطن سے اللہ کی رضا کی خاطر ہجرت کرنا۔

چوتھا امتحان:

"وَمَا ابْتُلِیَ بِهٖ مِنْ ذِبْحِ ابْنِهٖ حِیْنَ اُمِرَ بِذَبْحِهٖ"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا حکم الٰہی پر اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلانا۔ [تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۱۷۰]

امتحانات کا سرسری جائزہ:

اب ان امتحانات کا سرسری جائزہ لیا جائے گا۔

باپ کو دعوت توحید:

"اِذْقَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ عَنْکَ شَیْئًا" اے محمد ﷺ یاد کیجیے اس وقت کو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے کہا: اے ابا جان تم انکی پرستش کیوں کرتے ہو جو سن نہیں سکتے اور تمہیں دیکھ نہیں سکتے نہ ہی نفع ونقصان کے مالک ہیں؟ [سورۃ مریم: ۴۰]

قوم کو دعوت توحید:

"قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ" سیدنا ابراہیمؑ نے قوم سے کہا: بھلا تم ان معبودان باطلہ کی پرستش کیوں کرتے ہو جو تمہیں نفع ونقصان نہیں دے سکتے؟ [سورۃ الانبیاء: ۶۶]

بادشاہ نمرود کو دعوت توحید:

"اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ."

اے میرے محبوب! تجھے معلوم نہیں جب حضرت ابراہیمؑ سے ایک شخص (نمرود) نے رب کے معاملہ میں مباحثہ اور مجادلہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس شخص سے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں، اس (نمرود) نے ایک قاتل کو سزا میں پھانسی والے کو رہا کر دیا اور ایک بے قصور شخص کو پھانسی دے دی۔

[سورۃ البقرہ: ۲۵۸]

پھر جب حضرت ابراہیمؑ کو ایک تدبیر سوجھی کہ میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے۔ تو مغرب سے طلوع کرا اور مشرق میں غروب کر تو جواب میں وہ کافر نمرود حیران اور ششدر رہ گیا۔ ولی کامل میاں باقر طور مرحوم "فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ" کا پنجابی ترجمہ کرتے تھے۔ اوہ کچھ دا کچھ...... کچھ ہو گیا۔ کسی نے اس مباحثہ اور مجادلہ کو اپنے منفرد کلام میں احسن انداز سے پیش کیا ہے۔

تھا ایسا تکبر اس کافر شقی کو
تیرا رب کون ہے کہا نبی کو
میرا رب ہے نبی اس کو سنایا
کہ جس نے تخت پر تم کو بٹھایا
ہے جہاں دا پالنہار سوئی
تبارک لایزال ذات ہوئی
بھی اس کی صفت مارتے جواوے
حیاتی بخش کر مردہ اٹھاوے
کہا نمرود کیا ہے وہ تیرا رب
کہ ایسے کام کر سکتا ہوں میں سب
کے قیدی کو اس نے جا بلایا
خلاصی قید حکم اس کو سنایا
لگا کہنے کہ زندہ کیا میں
قتل سے بخشش رخصت کیا میں
پھر اک عاجز کو ناحق مار ڈالا
یہ مارن اور جواون کر دکھایا
کہا حضرت نہ خوبی کیا دکھالی
وہ قادر ہے میرا رب ذات عالی
میرا رب رات کو جس دم چلاوے
تو مشرق طرف سے سورج لیاوے
اگر سچا ہے توں رب خلق ساری
تو کر سورج کی مغرب سے تیاری
تو پھر چپ کر گیا کافر کالا
یہ ہر بے دین مشرک کا ہے منہ کالا

نمرود کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بابل عراق کا بادشاہ تھا جس کی بادشاہت کا عرصہ چار سو برس ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ دنیا میں چار ایسے بادشاہ ہوئے ہیں جن کی حکومت چار چار صدیاں تک رہی ہے، دو کا تعلق مسلمانوں سے ہے حضرت سلیمان بن داود اور حضرت ذوالقرنین اور دو کا تعلق کافروں سے ہے۔ ایک نمرود اور دوسرا بخت نصر۔

آخر کار باشاہ نمرود مقابلہ (جنگ) کے لیے میدان میں نکل آیا ادھر اللہ تعالیٰ نے مچھروں کی زبردست فوج بوقت طلوع فجر بھیج دی ان کے گوشت اور پوست کو کھا لیا اور ہلاک کر کے رکھ دیا۔ جبکہ ظالم بادشاہ کے نتھنہ میں ایک مچھر داخل ہو گیا جو کہ اس کی ہلاکت کا سبب بنا اور اس کے نتھنہ میں چار برس تک رہا اور چار برس تک اس کے سر میں ہتھوڑے مارے جاتے رہے، اسی طرح کرنے سے اسے سکون ملتا اس عذاب الٰہی کے ساتھ وہ ہلاک ہو گیا۔ [البدایۃ والنھایۃ ج ۱ ص ۱۳۹]

سیدنا ابراہیم کا ماں اور بیٹا کو ویران وادی میں چھوڑنا:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب ماں اور بیٹا کو ویران وادی میں چھوڑ کر چلے تو ہاجرہ علیہما السلام نے کہا: "یَا اِبْرَاهِيمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِىْ" اے ابراہیم تم کہاں جا رہے ہو اور ہمیں اس وادی میں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو؟ "اَللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا" کیا اللہ پاک نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "نَعَمْ" جی ہاں۔ تب حضرت ہاجرہؑ نے فرمایا: "اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا" اب ہمیں اللہ ضائع نہیں کرے گا بلکہ وہ ہماری حفاظت کریگا۔

جب آپؑ دونوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ نے دعا کی۔ "رَبَّنَا اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ" اے میرے رب میں اہل خانہ کو ایسی بیابان وادی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جو تیرے عزت والے گھر کے پاس ہے جو کہ سبزہ زار نہ ہے۔ [سورۃ ابراہیم: ۳۷]

علامہ ابن کثیر اس بیابان وادی کے متعلق رقمطراز ہیں:

"أمر بان یسکنه هو وأمه في بلاد قفر وواد لیس به حسیس ولا انیس ولا زرع ولا ضرع ماامتثل امر الله في ذالک وترکهما هناک ثقة وتوکلا علیه فجعل الله لها فرجا ومخرجا ورزقهما من حیث لایحتسبان"

[البدایة والنهایة ج ۱، ص ۱۵۴]

شاہنامہ اسلام میں اس بیابان وادی کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔

یہ صحرا ہی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں
نہ دانہ تھا نہ پانی بھروسہ تھا فقط رب پر
بڑھی جب دھوپ کی گرمی تو جان آنے لگی لب پر
کبھی اس سمت جاتی تھیں کبھی اس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں
بہت ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
جدھر اٹھی نظر جھلسے ہوئے ٹیلے نظر آئے
سنی آواز ننھے کی بلکنے اور رونے کی
تڑپ اٹھیں کہ ساعت آ گئی ہے جان کھونے کی
پلٹ آئیں تو دیکھا دور سے ننھا تڑپتا ہے
کہ جس پتھر کے سائے میں لٹایا تھا وہ تپتا ہے
رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمین پر اپنے بچے کو
پکارا ہاجرہ نے کانپ کر اللہ بچے کو
زمین پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بہ ناچاری
ہوا تھا چشمہ آب سرد و شیریں کا وہاں جاری

[شاہنامہ اسلام: ج ۱، ص ۸۴]

باپ ذبح کرنے اور بیٹا ذبح ہونے کے لیے تیار:

"فلما بلغ معه السعي قال يبني الى اذبحك فانظر ماذاترى قال يابت افعل ماتومر ستجدني ان شاء الله من الصابرين."

یعنی سیدنا اسماعیل علیہ السلام دوڑنے، بھاگنے والے ہو گئے تو باپ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جو امر الٰہی ہے، میں تجھے ذبح کر رہا ہوں کیا تم ذبح ہونے کے لیے تیار ہو؟ بیٹے نے بخوشی فرمایا: اے میرے ابو جان کر گزرو جو تمہیں حکم الٰہی ہوا ہے، تم مجھے ضرور صبر کرنے والوں سے پاؤ گے۔ چنانچہ باپ ذبح کرنے کے لیے تیار بالآخر وہ چھری ایک جنتی دنبہ پر چل گئی۔ اعلان خداوندی ہوا: "قد صدقت الرؤیا" "اے میرے خلیل آپ نے سچ کر دکھایا۔"

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اسکی اطاعت گزاری پر
یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

ایوارڈ اور سیدنا ابراہیمؑ:

القصہ سیدنا ابراہیمؑ کو والدین کی الفت، عزیز و اقارب کا پیار، وطن کی محبت، عوام کی کثرت، حکومت کی سطوت، تمام اہل وطن کی عداوت اور آتش نمرود کی حرارت نہ جھکا سکی۔

صداقت بیان کرنے سے مومن رک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر خوددار کا مگر جھک نہیں سکتا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب تمام امتحانات میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے ایک ایوارڈ کا مطالبہ کر دیا۔ ایوارڈ بھی ایسا جو کہ اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں وہ بس ایک ہی تھا۔ وہ تھے ہمارے رہبر و راہنما، ساقی کوثر، شافعی محشر، امام الانبیاء جناب محمد ﷺ۔

میں نے سب کچھ مانگ لیا تجھے مانگ کر
اب میرے ہاتھ نہیں اٹھتے اس دعا کے بعد

☆......☆......☆

پاکستان کے تمام مسائل کا سبب

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

ایلیٹ کلاس (اشرافیہ) تاریخ انسانی کے آغاز سے لے کر آج تک انسانی سماجات کو کنٹرول کر رہی ہے۔ قرآن مجید میں ایلیٹ کلاس کا اصطلاحی نام المستکبرین ہے۔ مترفین بھی اسی زمرے میں شمار ہوتے ہیں انسانیت کی تاریخ میں اس کلاس نے بھیانک جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لیے ہم اسے "خبیث کلاس" کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ یہ ایلیٹ کلاس یا حکمران کلاس کے لوگ ہی ہیں جنہوں نے دنیا میں ہولناک جنگوں کو جنم دیا

انہوں نے دھرتی کے وسائل پر قبضہ کیا۔ معصوم لوگوں کو اپنا غلام بنایا، انہوں نے عورتوں کی عصمتیں لوٹیں، جوانوں کو ذبح کیا، ان سے بیگار کیمپ کے قیدیوں کا سا سلوک کیا، انہوں نے ریاستوں کے سماجی، سیاسی اور اقتصادی اقتدار پر قبضہ کیا۔ انہوں نے ظالمانہ قوانین بنائے، ان قوانین کو مقدس آئین کا نام دیا۔ اس آئین کے ذریعے ان لوگوں نے عوام کی امنگوں کا گلا گھونٹا اور اپنے مفادات کو محفوظ کیا۔ انہوں نے عالی شان محلات بنائے انہوں نے عشرت کدوں میں عشرت آرائیوں کے ریکارڈ قائم کیے، انہوں نے ساری دنیا کی دولت اپنے خزانوں میں جمع کی۔

تاریخ نے ان کو شداد، فرعون، ہامان، قارون، سکندر یونانی، چنگیز خاں اور دور جدید کے سفاک عالمی قاتلوں کے نام سے اپنے اوراق میں محفوظ کر لیا۔ ایلیٹ کلاس کے ان شہزادہ صفت انسانوں کا لائف سٹائل انوکھا ہے۔ یہ لوگ علم، بصیرت، صلاحیت، تقویٰ اور کیریکٹر کی اہلیت سے عاری ہونے کے باوجود اقتدار کے ایوانوں پر قابض ہیں۔ ان کا امتیازی وصف "تکبر" وڈیرہ پن، برتری کا احساس، عیاشی، جفا کاری اور سیاست کاری ہے۔ یہ لوگ معاشرے پر حکومت کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ حکومت کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں، ان کی ذات میں کائنات کا ہر عیب اور دھرتی کا ہر جرم پایا جاتا ہے۔

پاکستان میں بھی یہی خبیث کلاس اقتدار کے مراکز پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں اس کلاس میں صنعت کار، بزنس مین، سول، بیوروکریٹ، ملٹری، جاگیردار سیاستدان شامل ہیں۔ پاکستانی سماج پر یہی کلاس 1947ء سے لیکر اب تک حکمرانی کر رہی ہے۔ اس کلاس کے لوگوں نے پاکستان کے عوام کو کنگال کر دیا ہے۔ انہوں نے ویلفیئر سٹیٹ کو قاتل سٹیٹ سے بدل دیا ہے ان لوگوں نے تریسٹھ برس سے اس ریاست کے کھربوں روپے لوٹے ہیں۔ اس کلاس کا ادنیٰ رکن محکمہ مال کا پٹواری اور تحصیلدار ہیں یہ لوگ اربوں کی پراپرٹی کے مالک ہیں۔ سٹیٹ کے قیام کا مقصد تو عوام کی خدمت اور عوام کی فلاح تھا۔ لیکن انہوں نے سٹیٹ کو اپنے مفادات اور عیاشیوں کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا یہ معاشرے پر حکومت بھی کرتے ہیں اور عوام کو غلام بنا کر رکھتے ہیں، عوام سے سیلوٹ کرواتے ہیں یہ لوگ خود کو معززین سمجھتے ہیں، عصر جدید کے حالات میں ان کی خباثت باطن کھل کر سامنے آگئی ہے۔ لوگ مر رہے ہیں اور یہ ان کی لاشوں پر جشن منا رہے ہیں۔ سٹیٹ کے تمام ادارے ان کی خدمت کے لیے وقف ہیں۔ شہروں کے پوش علاقوں میں ان کے بنگلے ہیں، ان بنگلوں میں دنیا جہان کی ہر نعمت موجود ہے، ان کے پاس عالی شان گاڑیاں ہیں، ملک کے سارے وسائل ان کے پاس ہیں، لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور یہ لاڈلی مخلوق جنتی لائیف گزار رہے ہیں۔

پارلیمنٹ، پولیس، عدلیہ، فوج، بیوروکریسی، تمام کے تمام ادارے ان کے زیر تسلط ہیں۔ لہٰذا روشن خیالی کے موجودہ دور میں ان کو اقتدار کے ایوانوں سے نکالنے کی اشد ضرورت ہے۔ اب ان فاجرین وفاسقین کے مقابلے پر المتقین اور الصالحین کو آگے لانا ہوگا۔ جو کہ سٹیٹ کے تقدس کو بحال کریں گے، عوام کی خدمت کریں گے، اللہ کے کلمے کو بلند کرینگے اور اسلامی انقلاب کا پرچم تھامے گے۔ اب ان لعنتیوں اور خبیثوں کے وجود سے دھرتی کو پاک کر دیا جائے گا اور اسلامی انقلاب کے لیے اہل حق اور اہل بصیرت کی خدمات حاصل کی جائیں گی تا کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کا نظام زمین پر قائم ہو سکے۔

☆......☆......☆

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ اور ان کی تصانیف (ایک مطالعہ)

تالیف: عبدالرشید عراقی .... تبصرہ نگار: حافظ عبدالوہاب روپڑی

اسلام نے کسی شخص کی عظمت کا دارومدار اور اس کے علمی و عملی کمالات اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلق اور اس کی دینی خدمات پر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"

"تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو"

حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں آپ پاکستان کے علماء دین میں سے تھے۔ مولانا جانبازؒ ذہانت و ذکاوت اور بیدار دماغی میں ممتاز تھے۔ علوم اسلامیہ میں ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ حدیث، [illegible] الرجال پر ان کی نظر وسیع تھی۔ مولانا جانباز انتہائی منکسر المزاج [illegible]، دور اندیش اور تعمیری فکر رکھنے والے انسان تھے۔ علوم اسلامیہ میں جامع الکمالات ہونے کے ساتھ ساتھ عادات و خصائل کے اعتبار سے نہایت پاکیزہ انسان تھے۔ عزت، شرافت، قناعت انکی سیرت کا جوہر خاص تھا۔ زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور شمائل اخلاق میں سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے اوصاف کے حامل تھے۔

عبادت و ریاضت میں بھی ممتاز تھے اور سب سے بڑھ کر ان کی جو امتیازی خصوصیت تھی کہ مرحوم مولانا جانباز متبع سنت تھے اور سنت رسولؐ سے بہت زیادہ شغف رکھتے تھے۔ مولانا جانباز مرحوم و مغفور اقامت دین اور مسلک اہلحدیث کی اشاعت میں ہروقت مصروف نظر آتے تھے۔ ان کا جو علمی مقام و مرتبہ تھا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود ان کے مزاج میں انکسار و تواضع بہت زیادہ تھی۔ آپ شریف الطبع اور کریم النفس انسان تھے۔ اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے تھے، دوستوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے، بہت زیادہ خوددار بھی تھے، قناعت و استغناء کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بہت زیادہ مہمان نواز تھے۔

مولانا جانباز مرحوم و مغفور علمائے اہل حدیث سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ سے ان کے قریبی اور دیرینہ مراسم تھے۔ ان کی خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتے رہتے تھے اور ان کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہوتے تھے اپنے اساتذہ میں حضرت العلام حافظ محدث گوندلویؒ اور مولانا ابوالبرکات احمد کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ان علمائے کرام کے علاوہ مولانا سید محمد داود غزنویؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد حنیف ندویؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے علمی تبحر اور ان کے دینی خدمات کے بہت زیادہ معترف تھے مولانا جانباز مرحوم و مغفور کا بحیثیت ایک عالم دین مقام و مرتبہ بہت بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مولانا جانباز مرحوم و مغفور عربی، اردو کے ایک کامیاب مصنف تھے۔ ان کا عظیم کارنامہ سنن ابن ماجہ کی شرح ہے۔ جو 12 جلدوں میں شائع ہوئی ہے اس شرح کے مطالعہ سے ان کے علمی تبحر اور حدیث میں ان کی ژرف نگاہی کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا مرحوم نے اس شرح کی جلد اول میں ایک جامع علمی مقدمہ تحریر فرمایا ہے جو کہ 100 صفحات پر محیط ہے۔ اس مقدمہ میں علوم حدیث، روایت و درایت، تاریخ حدیث، تدوین حدیث، صحاح ستہ کی تالیف، کتابت حدیث، حجیت حدیث، سنت کی تشریعی حیثیت اور برصغیر میں علم حدیث کی اشاعت پر روشنی ڈالی ہے ملک عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں مولانا جانباز کی (۳۳) تصانیف کا تفصیلی سے تعارف کرایا ہے، کتاب کا تعارف پروفیسر عبدالستار حامد صاحب نے لکھا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

558 صفحات کی یہ کتاب جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ نے شائع کی ہے۔ کتاب کے آغاز میں مولانا ابوعمر عبدالعزیز سیال سوہدروی نے عراقی صاحب کے حالات اور ان کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ بہرحال یہ ایک بہت بڑی علمی کاوش ہے جو عبدالرشید عراقی نے انجام دی ہے۔

☆............☆............☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
C.P.L - 104
فون دفتر رسول (042) 5854010
فون ہیڈ دفتر اعلیٰ 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث

سلف صالحین کے سلیقہ شعار کا علمبردار

☆خوشخبری☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی" خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی" و رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی"

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دارالافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 58 لاکھ 43 ہزار دوسو بیاسی روپے سے تجاوز کر چکا ہے جو اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلوروں کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230